www.Paksociety.com

شبِ ہجر کی پہلی بارش

نازیہ کنول نازی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.PakSociety.com

سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر

کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار
خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برسات کے بعد
دل تو چاہا پر شکست دل نے مہلت ہی نہ دی
کچھ گلے شکوے بھی کر لیتے مناجاتوں کے بعد

صمید حسن اور ان کی فیملی کی کہانی ہے۔ جنہیں ان کے والدین کی رحلت کے بعد کرنل شیر علی اپنا بیٹا بنا کر گھر لے آتے ہیں اور بعدازاں اپنی بھتیجی مریرہ رحمان کی شادی ان کے ساتھ طے کر دیتے ہیں۔ مریرہ رحمان کی بڑی بہن بریرہ رحمان کی شادی ان کے سگے بیٹے سکندر علوی کے ساتھ طے ہوتی ہے مگر سکندر علوی بیرون ملک اپنی ایک کلاس فیلو کے ساتھ شادی رچا کر وہیں کے ہو رہتے ہیں، جس کی خبر بریرہ کو ہوتی ہے تو وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ صمید حسن اور مریرہ رحمان کے دو بچے زاویار صمید اور درمکنون صمید ہیں۔ بعدازاں دونوں کے راستے ایک چھوٹی سی غلط فہمی سے الگ ہو جاتے ہیں تو زاویار صمید حسن صاحب کے پاس رہ جاتا ہے جبکہ درمکنون کو مریرہ بیگم اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ ادھر بیرون ملک سکندر علوی کثرت شراب نوشی کے سبب جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو کرنل شیر علی اس کی بیٹی عائلہ علوی کو اپنے ساتھ پاکستان لے آتے ہیں۔ زاویار بے حد الجھے مزاج کا شخص ہے لندن میں اس کا سارا وقت اپنے انگریز دوستوں جولی، رابرٹ اور ایبک کے ساتھ گزرتا ہے وہیں اسٹور پر کام کرنے والی ایک لڑکی ہوزان اس کی دیوانی ہے۔ درمکنون اپنی ماں مریرہ کا بزنس سنبھال لیتی ہے اس کے آفس میں صیام آفندی جو اس کا پرسنل سیکرٹری ہے اس سے محبت کرتا ہے مگر اظہار نہیں کرتا۔ صمید حسن کی زندگی میں نامساعد حالات کے سبب دوسری آنے والی عورت سارا احمد ہے، جن کے والد صمید حسن صاحب کے بزنس پارٹنر ہیں اور انہی کے بھتیجے کے ساتھ سارا بیگم کا نکاح ہو چکا ہے مگر وہ آوارہ مزاج انسان ثابت ہوتا ہے اور سارا بیگم کے طلاق کے مطالبے پر ان کی عزت برباد کر کے انہیں طلاق دے دیتا ہے۔ سارا بیگم کی بیٹی پریہان اس حقیقت سے بے خبر ہے اور اپنی ماں کو گناہ گار سمجھتی ہے کیونکہ اس کا منگیتر ساویز آفندی جو صمید حسن صاحب کے قریبی دوست احمد آفندی کا اکلوتا بیٹا ہے اسے ناجائز سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لیے وہ بھی لندن اپنے یونیورسٹی فیلوز کے پاس آ جاتی ہے۔ ساویز آفندی کی ماں سعدیہ آفندی کرنل شیر علی کی پوتی عائلہ علوی کے منگیتر سدید علوی کی بھی حقیقی ماں ہیں۔ سدید کرنل شیر علی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آرمی جوائن کر لیتا ہے۔ دوسری طرف کرنل شیر علی کے جگری دوست ملک اظہار اور زلیخا بی بی کا بیٹا عمر عباس مریرہ رحمان سے عشق کرتا ہے مگر مریرہ کو اس کے سچے جذبوں کی خبر نہیں۔ ملک اظہار کی ساری فیملی ان کی حویلی میں دفن ہے اسی حویلی کے راز جاننے کے لیے ان کی پوتی اور عمر عباس کی بھتیجی شہرزاد پاکستان آتی ہے۔ صمید کے آنے کے بعد مریرہ کا اس کی طرف بے قراری سے بڑھنے پر عمر کے اندر کچھ ٹوٹتا ہے۔ عمر اداس ہو کر گزرے ہوئے وقت کو یاد کرنے لگتا ہے عمر شروع سے ہی غصہ کا تیز رہا ہے۔ کرنل صاحب کو بھائی اور بھابی کی اچانک رحلت نے توڑ کر رکھ دیا ہے، بریرہ اور مریرہ کی ذمہ داری ان پر آ گئی ہے اس صدمے سے ابھی ابھی نکلے ہی نہیں کہ اکلوتے بیٹے نے ملک سے باہر جانے کی ضد باندھ لی اور گھر سے زیور اور نقدی چرا کر ملک سے باہر چلا گیا۔ کرنل صاحب بریرہ اور مریرہ کو لے کر گاؤں آ جاتے ہیں۔

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

صیام شہرزاد کے سوال پر اپنی محبت کا اقرار کرتا ہے، جس پر شہرزاد خوش ہو جاتی ہے۔

سدید سرینگر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں میں طیب احمد کے گھر میں رہائش پزیر ہوتا ہے اس نے وہاں اپنا نام صدید

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بتایا تھا کیونکہ سدید وہاں مجاہد کی حیثیت سے آیا تھا۔
صمید حسن بیٹے زاویار کے پیچھے لندن پہنچ گئے تھے زاویار شراب کے نشے میں اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تھا تب صمید حسن زاویار کو اپنی سچی جھوٹی کہانی سناتے ہیں۔
شہزاد صیام کی محبت میں در مکنون کا آفس جوائن کرلیتی ہے۔ عمر بھی اب واپس پاکستان آ کر اپنا بزنس اسٹارٹ کرنا چاہتا ہے اور شہزاد صیام کو وہاں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتی ہے لیکن صیام وہاں جانے سے معذرت کرلیتا ہے۔
ایلی پریہان کو صمید حسن کا انگلینڈ آنے اور زاویار سے صلح ہوجانے کا بتاتا ہے زاویار پریہان کو ڈھونڈتا ہوا مارتھا کے گھر گیا تھا وہاں انیل سے پریہان کی ایلی کے پاس ہونے کی اطلاع ملی تھی تب زاویار ایلی کے پاس آتا ہے لیکن ایلی اسے ٹال دیتا ہے۔ ایلی کی ملاقات ساویز آفندی سے ہوجاتی ہے وہ یہ سب پریہان کو بتادیتا ہے۔ نورین نے ملک ریاض کو اپنی چھوٹی محبت میں پھانس کر قمر عباس کے قاتل پر اکسایا تھا۔ قمر عباس زمینوں پر اکیلا کھڑا تھا تب ملک ریاض نے موقع دیکھ کر اس پر فائر کردیا تھا حویلی کے دوسری طرف ایک اور قبر کا اضافہ ہوگیا تھا۔
مریرہ نے خود کو ننھے زاویار میں مصروف کرلیا تھا اسے اب صمید حسن کی سرگرمیوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی حمنہ کا بھی ٹرانسفر ہوگیا تھا۔ صمید عمر کو لے کر مریرہ پر الزام لگاتا ہے جسے سن کر وہ ششدر رہ جاتی ہے۔ حنان کی شادی کی تاریخ رکھی جاچکی تھی صیام آفس سے نکل کر حنان کے پاس آتا ہے تب حنان اس سے شہزاد کے حوالے پوچھتا ہے جس پر صیام باس اور ملازم کا رشتہ بتا کر حنان کو خاموش کروادیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیں)

❀......❤......❀

اداس موسم میں زرد پتے!
یہاں تم کو بلا رہے ہیں
نجانے کتنی رتوں سے پیاسے!!
یہ دشت تیرے منتظر ہیں
کبھی تو لوٹو کبھی تو پلٹو
کہ زندگی میں ویرانیاں ہیں
بنا تمہارے......!!
یہ موسموں کی ادائیں دیکھو
کبھی ہنسائیں کبھی رلائیں......
تم ہی کہو اب کیا کریں ہم؟
یاد رکھیں کہ بھول جائیں؟

اس رات جھیل مانسبل سے اٹھنے والی سرد ہواؤں کے تھپیڑوں نے سدید کو بے ساختہ کپکپانے پر مجبور کردیا تھا۔ دن بھر اپنی سرگرمیوں میں مصروف رہنے کے بعد رات کو وہ گھر آیا تو سب بڑے ہال نما کمرے میں بیٹھے آگ تاپ رہے تھے۔ وہ بھی فریش ہوکر سب کو سلام کرتا اپنے بستر میں گھس گیا تھا۔
فاطمہ اس کے لیے گرما گرم کھانا اور کشمیری چائے لے آئی تھی۔ سدید نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ٹرے تھام لی۔ فاطمہ کی ماں بے پناہ حسن کی مالک ایک سادہ اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ سدید نے انہیں اب تک بہت کم بات چیت کرتے دیکھا تھا۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت اللہ رب العزت کے ذکر میں بسر کیا کرتی تھیں یا پھر گھر کے کام کاج میں...... سدید ان کا بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ وہی اس وقت اسے کہہ رہی تھیں۔
"تم ابھی یہاں کشمیر کی سردی کے عادی نہیں ہو بیٹا اس لیے بہتر ہے تم آج اپنے بستر کو کانگڑی سے گرم کرلو۔" سدید انہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ کارگل اور سیاچن کے برف پوش پہاڑوں پر کئی ہفتے گزار چکا ہے چیوا پہنچنے تک بھی اس کا مقابلہ برفانی سرد ہواؤں اور تھپیڑوں سے رہا تھا' سردی اس کے حوصلے کمزور نہیں کرسکتی تھی مگر...... اس پُرنور چہرے والی مشفق خاتون کے خلوص کا احترام

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتے ہوئے اس نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ "چیوا" میں گزرے پچھلے چند دنوں نے اسے کسی حد تک کانگڑی کے استعمال سے استفادہ کرنا سکھا دیا تھا۔ رات میں سردی کے مزید بڑھ جانے کا امکان تھا۔ عائشے اسے کانگڑی دے گئی تھی۔ کانگڑی پیش کرنے کے دوران اس نے سدید سے پوچھا تھا۔

"ایک بات پوچھوں صدید بھائی۔"

"ہوں پوچھو۔" وہ اس ننھی سی پری کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ عائشے کچھ پل سوچ میں ڈوبی رہی پھر قدرے یاسیت سے بولی۔

"آج پھر دوپہر میں ادھر وہ آرمی والے آئے تھے ان کے پاس بہت بڑی بڑی بندوقیں تھیں، پتہ ہے آج وہ سنگھاڑوں والی اماں کے بیٹے کو مار کر پھینک گئے، فاطمہ کہتی ہے یہ لوگ ادھر ہمارے کشمیر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ سارے لوگوں کو مار کر یہاں خود رہنا چاہتے ہیں، کیا ان کے پاس رہنے کے لیے اپنا گھر نہیں ہے؟" وہ اتنی معصومیت سے سوال پوچھ رہی تھی کہ سدید بے ساختہ شاکڈ انداز میں اس کے معصوم سے چہرے پر بکھری فکرمندی کے احساس کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ وہ کن لوگوں کی بات کر رہی تھی سمجھنا مشکل نہیں تھا۔ تبھی اس نے نرمی سے اس کا گال چھوا۔

"کیا وہ لوگ روز ادھر آتے ہیں؟"

"ہاں..... کبھی کبھی روز، کبھی کچھ دنوں کے بعد آپ کو پتہ ہے انہوں نے طلحہ کا بازو بھی توڑ دیا تھا، ابا کو بھی بہت مارا تھا۔ یہ لوگ ہمیں ہمارے ہی کشمیر میں کیوں نہیں رہنے دیتے صدید بھائی، ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟" کتنی پریشانی سے وہ پوچھ رہی تھی۔ سدید نے بے ساختہ چہرے کا رخ پھیر لیا۔

اب وہ اس ننھی کلی کو کیا بتاتا کہ جن قوموں کے حکمران خود بک جائیں اور اپنی ریاست کے ایک ایک فرد کی بولی لگا کر اس کے دام وصول کر لیں، وہاں سالوں انسانیت منہ چھپائے بلکتی پھرتی ہے، اس سے پہلے کہ وہ عائشے کو کوئی جواب دیتا وہاں فاطمہ چلی آئی۔

"تم سوئی نہیں اب تک؟" عائشے شاید فاطمہ سے ڈرتی تھی تبھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سو رہی ہوں، میں تو بس صدید بھائی کو کانگڑی دینے آئی تھی۔"

"ٹھیک ہے اب چلو۔"

بناء سدید کی طرف دیکھے وہ عائشے کو بازو سے پکڑ کر لے گئی تھی۔ سدید اس رات بہت دیر تک جاگتا رہا۔ گھر کے تمام افراد تھوڑی دیر میں سو گئے تھے سوائے طیب احمد کے جو کبھی کبھار چھپ چھپا کر گھر آتا تھا۔

رات کے سناٹے میں پہاڑ سے گرنے والے جھرنے اور آبشاروں کی چھم چھم بند کمروں کے کواڑوں سے اندر آتی گویا واقعی پریوں کی لوری سنا رہی تھی۔ سدید کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔ سونے سے پہلے وہ کانگڑی کو بھی بستر سے نکالنا بھول گیا تھا۔ نتیجتاً اگلے روز جب ابھی صبح پھوٹنے ہی والی تھی اسے طیب احمد کے گھر والوں کے سامنے سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ رات نیند میں کانگڑی بستر میں الٹ گئی تھی۔

فاطمہ کی آنکھ کھلی تو وہ دونوں ہاتھوں سے جلتے بستر کی آگ بجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بے ساختہ اس کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ عائشے سپارہ پڑھنے جا چکی تھی۔ اس کے والد اللہ یار مسجد اور والدہ نور بانو بھی فجر کی نماز کے بعد حسب معمول ذکر واذکار میں مصروف تھیں۔ تبھی وہ جو ناشتہ بنانے کی غرض سے باورچی خانے کی طرف جا رہی تھی پلٹ آئی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" سدید نے اس کے سوال پر پلٹ کر دیکھا اور قدرے شرمندگی سے چہرہ موڑ لیا۔

"معافی چاہتا ہوں رات میں نیند کے دوران پتہ ہی نہیں چلا کہ کب....."

"کوئی بات نہیں آپ نماز پڑھ لیں، میں بستر بدل دیتی ہوں۔"

"مگر..... میں واقعی بہت شرمندہ ہوں۔"

"نہیں اس میں شرمندہ ہونے والی کوئی بات نہیں، اجنبی لوگوں کو تھوڑا ٹائم لگتا ہے یہاں سیٹ ہونے میں، آہستہ آہستہ آپ بھی سب سیکھ جائیں گے آپ ہمارے مہمان ہیں، ہمارے لیے اتنی مشکلات اٹھا کر یہاں تک پہنچے ہیں، آپ کے لیے تو کشمیریوں کی جان بھی حاضر ہے ایک بستر کی تو کوئی اوقات ہی نہیں۔" وہ شکل وصورت میں جتنی حسین تھی اس کی آواز اور لب ولہجہ اس سے بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پارس شاہ

ڈیئر آنچل فرینڈز السلام علیکم! مابدولت موسم بہار میں 7اپریل کو اس دنیا کی بزم کو رونق بخشنے کے لیے آئے (آہم) ہمارا اسٹار Aries ہے جس کی بہت سی خوبیاں اور خامیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ایف ایس سی میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ بچپن میں بہت شرارتی تھی مگر اب تھوڑی سی سنجیدہ مزاج میں آ گئی ہوں۔خامیوں کی بات کی جائے تو غصہ بہت آتا ہے بقول تابندہ تمہیں لوگوں کی سمجھ بہت دیر سے آتی ہے خوبیاں بقول ثناء کے تم کمپرومائز کر جاتی ہو۔بقول فائزہ تم سر سے دوپٹہ نہیں اتارتی فضول نہیں بولتی دوسروں کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاتی نرم اور دھیمے لہجے میں بولتی ہو۔خوردار ہو اور بقول تابندہ تمہاری آنکھیں بہت پیاری ہیں۔کھانے میں کباب برگر بریانی پسند ہے میٹھے میں آئس کریم قلفہ بہت پسند ہے۔کلرز میں پنک اور بلیو فیورٹ ہیں۔ڈریس میں فراک چوڑی دار پاجامہ اور لمبا سا دوپٹہ پسند ہے اس کے علاوہ ٹراؤزر اور لانگ شرٹ بھی پسند ہے۔اور شلوار قمیص پہننا بھی اچھا لگتا ہے۔شاعری سے بہت زیادہ لگاؤ ہے کتابوں کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے کتابوں میں قرآن مجید قطرہ قطرہ قلزم اور دل دریا سمندر فیورٹ ہیں۔ہم پانچ بہنیں ہیں میرا نمبر دوسرا ہے جیولری پسند نہیں کانچ کی چوڑیاں اور مہندی لگانا پسند ہے آرمی جوائن کرنے کا شوق ہے یا پھر ڈاکٹر بننے کا۔فرینڈز بہت زیادہ نہیں ہیں پھولوں میں گلاب اور ٹیولپ پسند ہیں۔گھر میں رہنا اچھا لگتا ہے گیلی مٹی کی خوشبو اور شام کو گھروں کو لوٹتے پرندے دیکھنا پسند ہے۔ بہت حساس اور موڈی ہوں۔ فیورٹ رائٹرز نمیرہ احمد ام مریم نازجی جی نبیلہ عزیز سمیرا عفت سحر طاہر ہیں۔ فیورٹ ناول ''جنت کے پتے محبت دل پہ دستک جھیل کنارہ کنکر دردل ہیں۔شاعری میں جون ایلیا علامہ اقبال بھولے شاہ کی شاعری پسند ہے۔عابدہ پروین کو سننا اچھا لگتا ہے اور انگلش میوزک بھی پسند ہے او کے جی اب اجازت دیں اللہ حافظ۔

کہیں زیادہ دلنشین تھا۔

سدید شرمندہ شرمندہ سا اثبات میں سر ہلاتا وضو کرنے چل دیا۔آج دوپہر گیارہ بجے اسے اپنے ایک ساتھی سے ملنا تھا۔وہ ناشتے کے بعد گھر والوں کو سلام کر کے گھر سے نکل گیا۔عائشے اسکول گئی تھی جبکہ اللہ یار صاحب کسی ضروری کام سے ''چیوا'' سے باہر گئے ہوئے تھے۔گھر پر صرف نور بانو اور فاطمہ ہی تھی جب انڈین آرمی کی بکتر بند گاڑیاں اس علاقے میں گھس آئیں۔

طلحہ کو بخار تھا وہ اس کے لئے دودھ گرم کر رہی تھی جب اس کے کانوں میں دروازے کے اس پار باہر گلی میں اٹھنے والے شور کی آوازیں پڑیں۔شراب کے نشے میں مست بتوں کے پجاری اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اس علاقے کے ہر گھر پر چھاپہ مار رہے تھے اور چھوٹا بڑا نوجوان جوان کے ہاتھ لگتا اسے گھسیٹ کر ساتھ لے جا رہے تھے۔فاطمہ کا دل ایک بار پھر بے ساختہ دھڑکا۔

''یا اللہ خیر۔'' کہتے ہوئے اس نے اپنے گھر کے بیرونی دروازے کو فوری لاک کیا مگر ابھی وہ پلٹی ہی تھی کہ وحشی درندوں نے اس کے گھر کی چوکھٹ کو بھی ٹھڈے اور ٹھوکروں پر رکھ لیا یوں لگتا تھا جیسے وہ لوگ دروازہ توڑ دینے کا عزم رکھتے ہوں۔ فاطمہ کو مجبوراً لاک گرانا پڑا۔

''طیب کہاں ہے؟'' جیسے ہی اس نے لاک کھولا کئی فوجی ایک ساتھ دندناتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تھے۔فاطمہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

''وہ گھر پر نہیں ہیں۔''

''ہٹو پیچھے جیسے ہمیں پتہ ہی نہیں تم جیسی مکار قوم کا پتہ نہیں کتنے ملی ٹینٹ گھر میں گھسا رکھے ہوں گے۔'' ایک فوجی غصے سے کہتا اسے بازو سے پکڑ کر سائیڈ پر دھکیلتے ہوئے اندر کمرے کی طرف بڑھا تھا۔فاطمہ تیر کی طرح اس کے پیچھے لپکی۔

''میں نے کہا ناں وہ گھر پر نہیں ہیں انہیں پکڑنا ہے تو وہاں کرش ٹاپ کی پہاڑی پر جاؤ اور پکڑ لو۔''

''چٹاخ۔'' اس کے بولنے پر اندر کمرے کی طرف بڑھتا فوجی پلٹا اور پھر رک کر ایک تمانچہ اس کے گال پر جڑ دیا۔

''زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فاطمہ جانتی تھی کہ مجاہدین کے ٹھکانے کا پتہ ہونے کے باوجود وہ لوگ کرش ٹاپ کی پہاڑی کا رخ نہیں کرتے تھے تبھی اس نے طعنہ مارا تھا۔ جواب میں انڈین فوجی کا ردعمل اس کی توقع کے عین مطابق تھا۔

اندر کمرے میں سویا طلحہ بھارتی فوج کو اپنے گھر کے آنگن میں دیکھ کر بری طرح گھبرا گیا تھا۔ تبھی بھارتی فوجی آگے بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑ لیا۔

''چلو وہ نہیں ہے تو اس کا بھائی سہی۔''

باقی فوجی اس کے گھر کا کونہ کونہ چھان چکے تھے۔ فاطمہ تڑپ اٹھی جبکہ اس کی ماں بھی کمرے سے نکل کر صحن میں چلی آئی تھی۔

''اسے چھوڑ دو یہ بیمار ہے۔''

''چھوڑ دیں گے جب تمہارا بڑا بیٹا ہاتھ چڑھ گیا۔''

''یہ ظلم ہے خدا سے ڈرو کافرو وہ بچہ ہے۔'' مگر ان لوگوں نے اس کی صدا نہیں سنی تھی۔ وہ قطعی بے دردی سے طلحہ کو گھسیٹ رہے تھے جو اس سے پہلے بھی ان کے عتاب کا شکار ہو چکا تھا۔ اب بھی وہ فوجی اسے مکے اور گھونسے مارتا لے جا رہا تھا۔ فاطمہ نے جو اسے روتے اور تڑپتے دیکھا تو فوراً ایک کراس کی طرف گئی اور اسے ان درندوں سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

ایک بھارتی فوجی کے ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا تھا اس نے وہ بے تحاشا اس کے نازک بازوؤں پر برسانا شروع کر دیا مگر اس نے اپنے بھائی کا بازو نہیں چھوڑا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر دوسرے فوجیوں نے بھی اس پر ڈنڈے اور گنوں کے بٹ برسانے شروع کر دیئے تھے۔ ساتھ ہی ایک فوجی نے جھٹکے سے طلحہ کو کھینچ کر گاڑی میں دھکیل دیا۔ فاطمہ کی حالت عجیب ہو گئی تھی اس نے سڑک کنارے پڑے پتھر اٹھا اٹھا کر ان پر پھینکنے شروع کر دیئے ساتھ ساتھ وہ غم و غصے سے چلا بھی رہی تھی۔

''کتو، کافرو، حرام زادو، خدا بیڑا غرق کرے تمہارا۔'' مگر وہ ہنستے، قہقہے لگاتے، سیٹیاں بجاتے گاڑی لے کر نکل گئے تھے۔ فاطمہ آنسو بہاتی دھندلی نگاہوں سے دیر تک اسی سڑک کو دیکھتی رہی۔ طیب احمد کو اس واقعے کی خبر پہنچ گئی تھی۔

پچھلے تین چار روز سے اس کی طبیعت بے حد خراب تھی مگر اس کے باوجود طلحہ کی گرفتاری کا سنتے ہی وہ فوراً بستی کی طرف نکل پڑا۔ سرد موسم اور خود سے لاپروائی کے باعث راستے میں ہی اس کی طبیعت کافی خراب ہو گئی تھی۔ سر بھی بری طرح چکرانے لگا۔ ادھر قریب ہی پہاڑ کے دامن میں ان کے سیبوں کے باغات تھے۔ اس وقت طبیعت کی خرابی کے باعث وہ باغ کے اندر جا کر لیٹ گیا۔ بخار کی شدت نے جلد ہی اسے ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔

انڈین آرمی کو بدقسمتی سے اسی وقت اس کا سراغ مل گیا اور وہ فوراً پہاڑ کے دامن میں ''وڈر'' باغ کے اندر گھس گئی۔ طیب احمد بے ہوشی کی حالت میں گرفتار ہو چکا تھا۔

❀.......♥.......❀

زاویار کو ڈاکٹر سے چیک کروانے کے بعد جس وقت وہ گھر آیا مریرہ گم سم سی دہلیز پر بیٹھی تھی۔ صمید کو رکشے سے اترتے دیکھ کر جیسے اس کی جان میں جان آئی۔

''کیسا ہے میرا بیٹا؟'' جیسے ہی وہ قریب آیا اس نے جھپٹنے والے انداز میں زاویار کو اس کی بانہوں سے نکال لیا تھا یوں جیسے اسے خدشہ ہو کہ وہ اس کے بیٹے کو کہیں لے نہ جائے۔ صمید نے اس کے اس انداز پر قدرے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔

''ٹھیک ہے اب۔'' واقعی وہ ٹھیک تھا اس کا بخار بھی پہلے کی نسبت بہت کم تھا۔ مریرہ نے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچ لیا۔

صمید اس رات بھوکا سو گیا تھا۔ اگلی صبح زاویار کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹا کھیل رہا تھا۔ صمید نے اسے اٹھا کر سینے پر لٹا لیا۔ وہ اسے پیار کر رہا تھا۔ مریرہ نے ایک نظر اسے زاویار سے کھیلتے ہوئے دیکھا پھر اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد صمید بھی زاویار کو جھولے میں لٹا کر اس کے پیچھے ہی کچن میں چلا آیا۔

''ابھی تک ناراض ہو میرو۔'' اس کے پیچھے وہ بالکل اس کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

مریرہ کا غصہ پھر بڑھنے لگا۔

''نہیں۔'' مختصر کہہ کر وہ اپنے کام میں مصروف رہی تھی جب وہ اس کے سامنے آ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

غزل

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

بھول جاتا ہوں ستم اس کے
وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا
رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

سلسلہ، فتنہ قیامت کا
تیری خوش قامتی سے ملتا ہے

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا
ٹوٹ کر دل اسی سے ملتا ہے

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

روح کو بھی مزا محبت کا
دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

سوفی خان.....چھترو ہ

"میرو تم ناراض نہیں ہو پھر بھی میں تم سے سخت شرمندہ ہوں' کہ میں نے تمہارے لیے اتنے گھٹیا الفاظ استعمال کیے۔ میرا یقین مانو میرے دل میں تمہارے لیے ایسا ویسا کچھ نہیں ہے' بس وہ سب میرا وقتی غصہ تھا' غلط فہمی تھی۔"

"ٹھیک ہے' مجھے آپ کی کسی وضاحت سے کوئی سروکار نہیں۔"

"یہ تو غلط بات ہے میرو' ہم دو لوگ ہی تو ہیں اس گھر میں' اگر ہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ یوں اجنبی بن کر رہیں گے تو بتاؤ بھلا ایسا کیسے چلے گا؟"

"اچھا.....اب آپ کو احساس ہوا ہے کہ ہم اس گھر میں دو ہی لوگ ہیں' ہمیں اجنبی بن کر نہیں رہنا چاہیے۔" طنزیہ لہجے میں پھنکارتے ہوئے وہ پلٹی تھی۔

"یہ احساس اس وقت کہاں جا سویا تھا جب بزنس کا بہانہ بنا کر پرائی عورتوں کے ساتھ عیش کر رہے تھے۔ اس وقت مریہ کیوں دل سے اتر گئی تھی؟ رات بھر موبائل فون پر اجنبی عورتوں کے ساتھ چیٹ کرتے مریہ کا خیال کیوں نہیں آیا؟ کس کا بچہ ہے وہ؟ جس کا چیک اپ کروانے کے لیے ہسپتالوں کے دھکے کھاتے ہیں اور اپنی بیوی کی پروا نہیں ہوتی کہ وہ کہاں کس اسپتال میں اکیلی دھکے کھائی بچے جن رہی ہے۔ اگر مجھ سے محبت نہ سہی ہمدردی کا بھی تعلق ہوتا تب بھی آپ میرے ساتھ ایسا نہ کرتے۔" وہ رو رہی تھی۔ صمید نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو میرو۔"

"جی نہیں' میں آپ کو ابھی صحیح سمجھی ہوں آپ یہ مت سمجھیں کہ میں بے خبر ہوں' مجھے کسی بات کا پتہ نہیں' میں نے وہ سب میسجز پڑھ لیے تھے جو آپ کی کسی خیر خواہ نے آپ کو بھیجے تھے اور بعد میں آپ نے وہ حذف کر دیئے تھے تاکہ میں نہ دیکھ لوں۔" وہ ہر بات سے باخبر تھی' اس لمحے اس سے کوئی بھی جھوٹ بولنا ممکن نہیں تھا۔ تبھی وہ گہری سانس بھرتے ہوئے بولا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم ہر بات سے باخبر ہو' خدا شاہد ہے میں تم سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا تھا مگر حالات ہی کچھ ایسے بن گئے میرو کہ میں چاہتے ہوئے بھی تم سے کچھ شیئر نہ کر سکا' بہت الجھ گیا تھا میں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
READING Section

Paksociety.com

"مجھے کوئی جھوٹی کہانی نہیں سننی۔"

"میں کوئی جھوٹی کہانی نہیں سنا رہا' جن حالات کا میں شکار رہا ہوں تم ان سے باخبر نہیں ہو۔" جتنی قطعیت سے وہ بولی تھی اس سے کہیں زیادہ تیز لہجے میں صمید نے اس کی بات کاٹی تھی۔

"میں مانتا ہوں تم نے جو کچھ سنا یا دیکھا وہ غلط نہیں ہے' مگر وہ ویسے بھی نہیں ہے جیسے تم سمجھ رہی ہو وہ میسج جو تم نے پڑھے وہ منیر صاحب کی بیٹی کے میسجز تھے' جن کے ساتھ گھومنے پھرنے کا تم نے سنا یا دیکھا وہ بھی منیر صاحب کی بیٹی تھی۔ منیر صاحب کو تو جانتی ہوناں تم' بزنس پارٹنر ہیں میرے' جس روز میں تمہیں ہسپتال سے ڈسچارج کروا کر گھر لایا' اسی روز ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ تمہیں گھر چھوڑ کر میں ان کے کفن دفن کے انتظامات میں لگ گیا تھا' کیونکہ دنیا میں ایک بیٹی کے سوا ان کا اور کوئی بھی نہیں تھا۔" قدرے رسان کے ساتھ وہ اس کو اعتماد میں لے کر بالآخر سارا سچ بتانے پر تیار ہوگیا تھا۔

"پچھلے ایک ماہ سے منیر صاحب ہسپتال میں داخل تھے' اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سگے بھتیجے نے ان کی بیٹی کی عزت برباد کر کے اسے طلاق دے دی تھی' کیونکہ منیر صاحب کو اس کے برے کرتوتوں کی خبر ہوگئی تھی۔ اس روز میں منیر صاحب کے ساتھ آفس کے کسی ضروری کام سے ان کے گھر گیا تھا جب وہاں کمرے میں ان کی بیٹی نہایت برے حال میں بے ہوش پڑی تھی۔ ایک ہفتے کے بعد اسے ہوش آیا تھا اور اس ایک ہفتے میں منیر صاحب جیسے ٹوٹ کر رہ گئے تھے۔ جب تم نے مجھے ہسپتال جانے کے لیے کالز کیں تب میرا سیل بغیر چارج کے میری پاکٹ میں بند پڑا تھا۔ میں اتنا پریشان تھا اس وقت کہ تمہیں کال کر کے نہ اطلاع دے سکا نہ ہی گھر آسکا' مگر پھر بھی میں تم سے شرمندہ ہوں میرو کیونکہ واقعی میری وجہ سے ہمارے درمیان بہت غلط ہوا ہے' جو کہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔" اس کا لہجہ اس کے سچ کی گواہی دے رہا تھا۔ مریرہ نے آنسو پونچھ لیے۔

"اب کہاں ہے ان کی بیٹی؟" مریرہ کا سوال غیر متوقع نہیں تھا مگر پھر بھی صمید پریشانی کا شکار ہوا تھا۔

سچ ابھی وہ بتانا نہیں چاہتا تھا اور جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ تبھی نظریں چراتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ نہیں' میں تمہاری وجہ سے اتنا اپ سیٹ تھا کہ منیر صاحب کی رحلت کے بعد ان کے گھر جانے کا موقع ہی نہیں ملا۔"

"ٹھیک ہے' مگر منیر صاحب کے ساتھ جو بھی ہوا اس میں میرا قصور کہاں نکلتا تھا جو تم نے ان کی پریشانی میں میرے ساتھ اپنا رویہ مکمل طور پر تبدیل کرلیا؟"

"ان کی وجہ سے نہیں کیا تھا وہ کوئی اور غلط فہمی تھی۔ مجھے لگا شاید تم اور عمر عباس ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ تھے اسی لیے حویلی میں وہ مجھ سے ٹھیک سے نہیں ملا۔" عمر عباس اور قمر عباس کے درمیان ہونے والی گفتگو جو اس نے خود اپنے کانوں سے سنی تھی اس وقت وہ مکمل طور پر چھپا گیا تھا۔ مریرہ کے دل کو کسی طور اطمینان ہوا۔ وہ بولی تو اس کا لہجہ قدرے نم تھا۔

"میرا اس کے ساتھ کبھی ایسا کوئی خاص تعلق نہیں رہا اگر ہوتا تو چاہے کچھ ہوجاتا میں اسی سے شادی کرتی' عمر عباس نے بھی کبھی مجھے ایسا کوئی تاثر نہیں دیا' ہوسکتا ہے اگر وہ پرپوز کرتا تو میں اس کے بارے میں سوچتی' مگر اس نے ایسا نہیں کیا' اور میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ میں جس معاملے میں قطعی بے قصور ہوں' اسی معاملے میں بار بار مجھے گھسیٹا جائے' ذلیل کیا جائے۔"

"ایم سوری دوبارہ ایسا کبھی نہیں ہوگا' مگر تم بھی پلیز کبھی میری محبت پر شک مت کرنا' میرا دل' میری محبت' میری زندگی صرف تمہارے وجود سے ہے میرو۔" مریرہ کے خشک لہجے پر اس نے پھر لجاجت سے کہا تھا۔ جواب میں وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رخ پھیر گئی۔

گزرے دنوں کی اذیت کے بادل چھٹنے میں ابھی کچھ وقت تو لگنا تھا!!

❀......♥......❀

ملک وقار کے بیٹے کے قتل کے جرم کے عینی شاہدین' ملک وقار کی ہدایت پر حویلی حاضر کردیئے گئے تھے۔ مگر ان عینی شاہدین میں "مائی جیراں" نہیں تھی۔ جس وقت ملک ریاض حیوانیت کا شکار ہو کر قمر عباس کی جان لے رہا تھا مائی جیراں اپنے گھر کے قریب فصلوں کے دوسری طرف کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی مگر جس وقت گاؤں میں اس قتل کا شور مچا مائی جیراں اس وقت گاؤں میں نہیں تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ملک وقار کے کارندوں کو خبر ہی نہ ہو سکی کہ وہ بوڑھی عورت بھی ملک ریاض جیسے درندے کے کرتوتوں کی چشم دید گواہ ہو سکتی ہے۔

نئی حویلی میں اس وقت عدالت لگی تھی۔ ملک ریاض کے جرم کے عینی شاہدین سر جھکائے ہاتھ باندھے خاموش کھڑے تھے اور ملک وقار اپنی گھنی مونچھوں کو بل دیتے ہوئے ان سب کا تفصیلی نگاہوں کے ساتھ جائزہ لے رہا تھا۔

سب سے پہلے اس نے جس شخص کو مخاطب کیا' وہ گاؤں کا ماچھی تھا اور جس وقت وہ حادثہ ہوا اس وقت وہ دن بھر کی مشقت کے بعد اپنے گھر کو لوٹ رہا تھا' تبھی اس نے وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

''ہاں بھئی کرم دین بتاؤ کیا دیکھا تم نے کل شام؟'' اس کا لہجہ کرخت نہیں تھا۔ ماچھی کرم دین نے سچ اگلنا شروع کردیا۔

''میں کھیتوں کے قریب سے گزر رہا تھا سرکار' تبھی میں نے کسی کی دبی دبی آواز میں چلانے کی صدا سنی' میں آواز کی طرف لپکا تو دیکھا کہ چوہدری ریاض صاحب قمر عباس صاحب کے سینے پر بیٹھے' بڑے شکاری چاقو سے ان کی گردن اور سینے......''

''بس......'' اس سے پہلے کہ کرم دین ماچھی اپنا بیان مکمل کرتا ملک وقار نے غصے سے اسے خاموش کروادیا۔ ''یہ وہ بیان ہے' جو تم نے یہاں آنے سے پہلے پولیس کو دیا ہے' مگر یہاں سے جانے کے بعد تم پولیس اور پنچائیت کے سامنے جو بیان دو گے اس میں چوہدری ریاض کا نام نہیں ہوگا سمجھے تم۔'' وہی جو ہمیشہ ہوتا آیا تھا ہو رہا تھا' ماچھی کرم دین نے سر جھکالیا۔

''مت بھولو کہ تمہارے گھر میں تمہاری دو جوان بیٹیاں ہاتھ پیلے ہونے کے انتظار میں بیٹھی ہیں' بیٹا تمہارا چھوٹا ہے ابھی' یہ نہ ہو کہ اظہار ملک کے ساتھ ہمدردی تمہیں آٹھوں پہر سر پیٹنے پر مجبور کردے۔ تھانیدار صاحب سے میری بات ہو چکی ہے' جو بیان تم سب نے یہاں آنے سے پہلے وہاں لکھوائے ہیں' کسی کھاتے میں نہیں آئیں گے' سنا تم نے......'' وہ اب بوڑھے شیر کی مانند دھاڑ رہے تھے۔ کرم دین ماچھی نے فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

''شاباش' اب جاؤ' تمہاری بیٹیوں کے لیے کچھ سوچتا ہوں میں۔''

''مہربانی سائیں' مہربانی۔'' الجھے دل و دماغ کے ساتھ وہ جس عاجزی سے آیا تھا اسی عاجزی کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ملک وقار نے ان دونوں جوان لڑکوں کی طرف توجہ کی تھی' جن کا نام تھانے میں عینی شاہد کی لسٹ میں درج تھا۔

''ہاں بھئی یقیناً تم نے بھی وہی دیکھا ہوگا جو ماچھی کرم دین نے دیکھا؟''

''جی سائیں۔''

''پھر کیا خیال ہے آج پنچائیت میں کیا وہی بیان دہراؤ گے جو کل تھانے میں لکھوا کر آئے ہو؟'' اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی' سامنے کھڑے لڑکوں میں سے ایک بول اٹھا۔

''آپ کے بیٹے نے ظلم کیا ہے سائیں' قمر عباس سائیں سارے گاؤں کی جان تھے' اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی انہوں نے' جتنے آپ ہمارے مائی باپ ہیں' اتنا ہی ہم اظہار ملک سائیں کو مانتے ہیں' اس بار ہم سے جھوٹ نہیں بولا جائے گا۔''

''اچھا......!'' ملک وقار اپنے ہی مزارعے کے لڑکے کی جرات پر حیران ہوا تھا۔ مگر پھر فوراً ہی لہجے میں نرمی اختیار کرتے ہوئے بولا۔

''میں جانتا ہوں ریاض نے کوئی اچھا کام نہیں کیا' اظہار بھائی ہے میرا' اپنے بھتیجے کی موت کا مجھے بھی دکھ ہے مگر بابا تم لوگ یہ بھی تو دیکھو کہ ریاض کی کوئی ذاتی دشمنی تو نہیں تھی ناں قمر کے ساتھ' ضرور قمر نے اس کے ساتھ کچھ ایسا کیا ہوگا کہ بات یہاں تک آ پہنچی' اب حویلی کا ایک بیٹا تو مارا گیا' دوسرا تو نہیں مارا جاسکتا ناں۔''

''کچھ بھی ہو سائیں آج چوہدری صاحب کے ہاتھ سے قمر عباس سائیں کی جان گئی ہے' کل ہماری بھی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے کو کہیں رکنا ہوگا۔''

''ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ۔'' شدید اشتعال نے ملک وقار کا چہرہ غصے سے سرخ کردیا تھا۔

وہ دونوں لڑکے اپنی دانست میں حق اور سچ کا ساتھ دینے کی خوشی میں سرشار حویلی سے نکل آئے۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد ان دونوں کے باپ ملک وقار کے سامنے پیش تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کچھ سنا تم نے تمہارے بیٹے کیا کرتے پھر رہے ہیں گاؤں میں؟"
"جی سائیں! جوان اولاد ہے پھر شہر میں چار جماعتیں پڑھ بھی آئے ہیں' کسی کی نہیں سن رہے وہ۔"
"ہوں...... کتنے بچے ہیں تمہارے حق نواز؟" ان دونوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا تھا' جب وہ بولا۔
"چار بچے ہیں سائیں! یہ کملا شہزاد سب سے بڑا ہے' اس سے چھوٹی تین بیٹیاں ہیں۔"
"ہوں' بیٹیوں کے گھر آباد دیکھنا چاہتے ہو کہ نہیں؟" وہ جو کہہ رہے تھے اسے سمجھنا گاؤں کے ان غریب محنت کشوں کے لیے مشکل نہ تھا۔ تبھی حق نواز کا سر جھکا تھا۔
"دیکھنا چاہتا ہوں سرکار! برسوں آپ کا نمک کھایا ہے' بڑے احسان ہیں آپ کے مجھ غریب پر۔"
"بڑے احسانوں کا بدلہ تمہارا کمی کمین بیٹا میرے بیٹے کی جان لے کر ادا کرنا چاہتا ہے؟" اس بار وہ دھاڑے تھے۔ حق نواز مزارعے کی زبان جیسے تالو سے چپک گئی۔
"بڑا سمجھایا ہے سرکار! بڑے واسطے دیئے ہیں مگر وہ ناخلف کچھ سمجھنے اور سننے کو تیار نہیں۔" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے بے حد عاجزی سے کہا۔ وہ پھر دھاڑ اٹھے۔
"ایسے ناخلف بیٹے پیدا ہی کیوں کرتے ہو تم لوگ جو ہمارے منہ کو آئیں؟" حق نواز مزارعے کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا سو وہ خاموش کھڑا رہا۔
"اور تم...... کیا نام ہے تمہارے سنپولے کا؟" اب وہ حق نواز کے ساتھ کھڑے شخص کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ لہجے کا غضب برقرار تھا۔
"جی ارشد۔"
"ہوں' کتنا پڑھ لیا ہے اس نے شہر میں؟"
"پتہ نہیں جی' بس اتنا پتہ ہے کہ لڑکیوں کے ساتھ پڑھتا ہے کسی بڑے اسکول میں' اس کی ماں بتا رہی تھی پندرہ کرلی ہیں اس نے۔"
"ہوں' تم وہی ہو ناں جس کی تین سال پہلے ایک رات اچانک کھڑی فصل کو آگ لگ گئی تھی۔ ڈاکو ڈھور ڈنگر بھی لے گئے تھے۔"
"جی سائیں۔"
"کھڑی فصلوں کو آگ ایسے ہی نہیں لگتی ارشاد حسین' بڑے راز ہوتے ہیں اس آگ کے پیچھے۔ کسی مائی کے لعل کی جرأت نہیں کہ وقار ملک کے ہوتے ہوئے اس کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے' کان کھول کر سن لو تم لوگ' تمہارے بیٹے چوہدریوں کے باغی ہیں اور باغیوں کے لیے ہمارے پاس موت سے کم کوئی سزا نہیں' اگر اپنی اور اپنے باقی گھر والوں کی سلامتی چاہتے ہو تو دونوں اپنے اپنے بیٹوں کے حق میں دستبردار ہو جاؤ' تھانے کچہری کے معاملات میں خود سنبھال لوں گا' جیسے ہی بات آئی گئی ہوئی' تمہارے بیٹے بھی گھر آجائیں گے مگر ابھی ان کا خون ٹھنڈا کرنا ضروری ہے۔"
"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مائی باپ؟"
"فارسی میں نہیں کہا میں نے' میرے آدمیوں نے تم دونوں کے بیٹوں کو خود قمر عباس کو قتل کرتے ہوئے دیکھا ہے' اظہار ملک معاف کر بھی دے مگر میں ان کی یہ جرأت معاف نہیں کروں گا' اب جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ وہاں ٹھہرے نہیں تھے۔ پیچھے حق نواز اور ارشاد حسین پر جیسے آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔
قمر عباس کی تدفین ہو چکی تھی۔ پرانی حویلی کے پچھواڑے میں شگفتہ اظہار کے ساتھ دوسری بننے والی آرام گاہ اسی کی تھی۔ عمر عباس ملک ریاض کی بو سونگھتا پھر رہا تھا مگر جانے وہ کہاں روپوش ہو گیا تھا کہ کہیں بھی اس کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔
بے جی کی حالت بے حد نازک تھی' جبکہ شہر بانو کو ہوش ہی نہیں آرہا تھا۔ خضر عباس اور نظر عباس کی آنکھوں میں انتقام کی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

آگ دہک اٹھی تھی مگر اس وقت حالات ایسے تھے کہ وہ دونوں چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پا رہے تھے۔ ملک وقار کے دو بیٹے ملک سے باہر تھے۔ ریاض ملک سے چھوٹا شہر میں پڑھ رہا تھا' لہٰذا بدلے کی آگ میں گھر کی عورتوں پر بندوق چلانا ان کے ضمیر نے گوارہ نہیں کیا تھا۔

ملک وقار قمر کے جنازے پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر واقعی ان کے بیٹے نے یہ حرکت کی ہے تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے اسے پورے گاؤں کے سامنے گولی ماریں گے۔ ملک اظہار کو ان کی زبان اور آنسوؤں کا اعتبار تھا۔

قمر عباس اپنی تمام تر شوخیوں' ذہانت اور خوابوں کے ساتھ اپنی آخری آرام گاہ میں جا سویا تھا۔ نورین بیگم جو اس کے جنازے پر دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی "شہر بانو" کو ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ کر اس کے کلیجے میں جیسے ٹھنڈ پڑ گئی۔

اگلے روز عصر کے قریب قمر عباس کی قل خوانی کے بعد گاؤں کی پنچائیت بلائی گئی تھی جس میں وقار ملک اور اظہار ملک کے ساتھ ساتھ علاقے کا تھانیدار اور تمام معزز بزرگ افراد موجود تھے جنہوں نے اس کیس کا فیصلہ کرنا تھا۔ پنچائیت بیٹھ گئی تھی۔ قتل کے عینی شاہدین کو بھی حاضر کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے وقار ملک صاحب نے ماچھی کرم دین کو آواز دی۔

"ہاں بھئی' بتاؤ پنچائیت کے سامنے تم نے اس روز کھیت میں کیا دیکھا؟ یاد رکھنا میں اس وقت ریاض کا باپ بن کر نہیں بلکہ اس گاؤں کا نجات دھندہ اور منصف بن کر یہ سوال پوچھ رہا ہوں اگر ذرا سی بھی نمک حرامی کی میرے بھائی کے ساتھ تو زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔"

"جی سائیں۔" اس کے پراشتعال لہجے پر کرم دین ماچھی نے ہاتھ جوڑے تھے۔

"میں غریب مزدور آدمی سائیں' قمر عباس سائیں کے بہت احسان ہیں میرے اوپر' میں بھلا کیوں جھوٹ بولوں گا' اللہ کو حاضر ناظر جان کر میں نے جو دیکھا وہی بتاؤں گا۔" دونوں ہاتھ عاجزی سے جوڑے اس نے بے ساختہ کندھے پر گرے صافے سے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی تھی۔

"میں نے تھانے دار صاحب کو اس قتل کے فوری بعد اپنا بیان لکھوا دیا تھا اس روز میں وکیل صاحب کے گھر پانی پہنچا کر اپنے گھر واپس آ رہا تھا کہ قریب کے کھیت سے کسی کی دبی دبی چیخوں کی آواز سنی' میں بہت گھبرا گیا تھا سائیں' اسی لیے فوراً اسی کھیت کی طرف بھاگا' جب میں تھوڑا قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی قمر عباس سائیں کی چھاتی پر بیٹھا ان کے سینے میں چاقو اتار رہا ہے جبکہ ایک دوسرے آدمی نے ان کی ٹانگیں اور ہاتھ قابو کیے ہوئے تھے' پہلی نظر میں مجھے لگا جیسے وہ ریاض سائیں ہیں مگر ایسا نہیں تھا سرکار' اس شخص نے جیسے ہی میرے قدموں کی آہٹ سنی فوراً پلٹ کر میری طرف دیکھا اور تبھی مجھے پتہ چلا کہ وہ ریاض سائیں نہیں بلکہ حویلی کے مزارعے حق نواز کا بیٹا شہزاد تھا اور اس کے ساتھ جس شخص نے قمر عباس سائیں کی ٹانگیں اور ہاتھ قابو کیے ہوئے تھے وہ ارشاد حسین کمی کمین کا بیٹا ارشد تھا۔ دونوں مجھے دیکھ کر گھبرائے اور فوراً میری طرف بھاگے' مگر بھلا ہو ریاض سائیں کا کہ اسی وقت ان کی گاڑی وہاں پہنچ گئی اور ان کے دو آدمی میرے اور ان کے درمیان آ گئے جس سے یہ دونوں گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔"

"کیا بکواس ہے یہ' میں اس بیان کو نہیں مانتا' یہ سراسر جھوٹ ہے۔" ماچھی کرم دین کا بیان مکمل ہوتے ہی عمر غصے سے کھڑا ہوا تھا' جب وقار ملک صاحب نے اسے جھڑک دیا۔

"چپ کر کے بیٹھا رہ عمر' پنچائیت یہاں سچ جھوٹ کا پتہ لگانے کے لیے ہی بٹھائی گئی ہے' بہتی گرمی نہ کھا' پنچائیت کو اس کا کام کرنے دے۔" وقار ملک صاحب کی دیکھا دیکھی باقی بزرگوں نے بھی اسے سمجھانا شروع کر دیا۔ اظہار ملک صاحب بت بنے بیٹھے رہے۔

"ہاں بھئی حق نواز' تو بتا سچائی کیا ہے کہاں ہے تیرا بیٹا؟" وقار ملک ماہر کھلاڑی تھے چن چن کے پتے پھینک رہے تھے۔ ساری پنچائیت کی نظریں حق نواز پر جم گئیں۔ تھانے دار خاموشی سے سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا' نئے بیان ریکارڈ کرتا گیا۔ حق نواز کہہ رہا تھا۔

"پتہ نہیں سرکار' جب سے یہ شرمناک واقعہ ہوا ہے وہ ناخلف گھر سے غائب ہے' میں بس اتنا جانتا ہوں کہ جس شام قمر عباس سائیں کا قتل ہوا' اس شام میرا بیٹا بہت گھبرایا ہوا تھا' اس کی آنکھوں میں خوف تھا اور کپڑوں پر تازہ خون کے نشان' وہ بہت عجلت میں تھا فوراً ہی گھر سے نکل گیا تب سے اب تک اس کا کچھ پتہ نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''ہوں' اور ارشاد حسین تو کیا کہتا ہے؟''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں سرکار' میری تو کمر ہی ٹوٹ گئی ہے رب سوہنے سے دعا ہے وہ ایسی ناخلف اولاد کسی کو نہ دے' پتہ نہیں کیا بیر تھا اس کا قمر عباس سائیں کے ساتھ' میں سوچتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے' کیا کہوں میں' مجھے تو میری نافرمان گندی اولاد نے گاؤں میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا۔''

''ہوں' کیا ارشد بھی شہزاد کے ساتھ تھا اس شام؟'' یہ سوال علاقے کے تھانے دار کی طرف سے ہوا تھا۔ ارشاد حسین کی جھکی گردن مزید جھک گئی۔

''جی سرکار' دونوں عصر کے قریب اکٹھے ہی میرے گھر سے نکلے تھے کرکٹ کھیلنے کے لیے' مجھے بخار تھا میں چارپائی پر پڑا انہیں باہر جاتے دیکھتا رہا' مجھے کیا خبر تھی سائیں کہ دونوں کرکٹ کا بہانہ بنا کر کیسا کھیل کھیلنے جا رہے ہیں۔''

''ہوں' یہ بتاؤ ان دونوں کی قمر عباس سائیں کے ساتھ دشمنی کی کوئی وجہ تمہارے علم میں ہے کہ نہیں؟''

''کوئی پتہ نہیں تھانے دار صاحب' بس اتنا پتہ ہے کہ قمر عباس سائیں نے جس لڑکی کے ساتھ دوسری شادی کی تھی وہ لڑکی میرے اور حق نواز کے بیٹے کے ساتھ انہی کی جماعت میں پڑھتی تھی۔''

''ہوں' یعنی یہ معاملہ رقابت اور لڑکی کا تھا۔'' تھانے دار نے ہنکارہ بھرتے ہوئے وجہ قتل کا سراغ لگا لیا تھا کہ یہ اس کیس میں بے حد ضروری تھا۔ عمر کی رگیں غصے کی شدت سے تن گئیں۔

''یہ سب بکواس کر رہے ہیں' حقیقت کو غلط رنگ دے کر ریاض جیسے غنڈے کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گا' میرے بھائی کا خون اتنا سستا نہیں ہے کہ یوں اصل قاتل صاف بچ جائے' یقیناً یہ سب بک گئے ہیں یا ڈر گئے ہیں۔''

''اپنی حد میں رہ عمر' تم قانون کے معاملات کو اپنی نظر سے دیکھ کر سچ اور جھوٹ کا سراغ نہیں لگا سکتے' یہ جن کا کام ہے انہی کو کرنے دو تو بہتر ہے' ویسے بھی اولاد سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی' یہ دونوں جو کہہ رہے ہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے' جان بوجھ کر اپنے جوان بیٹے کو کوئی باپ سولی پر لٹکا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔'' ملک وقار کا غصہ اس بار دیکھنے لائق تھا۔ عمر تنفر سے سر جھٹکتا وہاں سے چلا گیا۔ پنچائیت اور قانون کی کارروائی پوری ہو چکی تھی۔

گواہ اپنا حلفیہ بیان درج کروا چکا تھا' قاتلوں کے ورثا کی طرف سے بھی اقرار جرم کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ اب کوئی شک باقی نہیں رہا تھا' تبھی وہاں ملک ریاض کو قطعی بے قصور اور بری الزماں قرار دے دیا گیا تھا اب جو ہونا تھا شہزاد اور ارشد کے ساتھ ہونا تھا جو اس وقت بھی تھانے میں بند پولیس والوں کا بدترین ٹارچر سہہ رہے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ ابھی پنچائیت اپنا فیصلہ سناتی' اچانک مائی جیراں وہاں آ پہنچی تھی۔

''مجھے بھی اپنا بیان ریکارڈ کروانا ہے کیونکہ میں بھی اس انہونی کی چشم دید گواہ ہوں۔'' اس نے کہا تھا اور ملک وقار کے حامیوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

❀.....♥.....❀

اس رات سدید کی واپسی قدرے لیٹ ہوئی تھی۔ وہ گھر آیا تو ایک عجیب سے سناٹے نے اس کا استقبال کیا۔ نور بانو بخار میں پھنک رہی تھی جبکہ ننھی عائشے آگ کی انگیٹھی قریب رکھے' اپنا دوپٹہ سینک سینک کر فاطمہ کے سوجھے ہوئے بازوؤں پر رکھ رہی تھی جہاں انڈین آرمی کے بے رحم درندوں نے نہایت بے دردی سے ڈنڈے اور گنوں کے بٹ برسائے تھے۔ سدید اس کا حال دیکھ کر چوکھٹ پر ہی ٹھٹک گیا۔

''السلام علیکم!'' اس کے سلام پر فاطمہ اور عائشے نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا تھا۔

''وعلیکم السلام۔'' جواب عائشے نے دیا تھا۔ فاطمہ نے چپکے سے اپنے آنسو چھپا لیے۔

''کیا ہوا..... کیا کوئی آیا تھا ادھر اور طلحہ کہاں ہے؟'' ایک ہی سانس میں اس نے کئی سوال پوچھ لیے تھے' تبھی عائشے بولی تھی۔

''طلحہ بھائی کو انڈین آرمی اٹھا کر لے گئی ہے بھائی' انہیں بہت تیز بخار تھا' وہ بہت رو رہے تھے' فاطمہ کے بازوؤں پر بھی بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

www.Paksociety.com

زریں اقوال

☆زندگی ایک کشکول ہے' جس میں مقدر کی خیرات ملتی ہے۔
☆نمک میں ضرور کوئی تقدس ہے ورنہ یہ ہمارے آنسوؤں اور سمندر میں نہ ہوتا۔
☆کائنات ایک ایسی کتاب ہے' جس کا مصنف خدا ہے۔
☆مور کے پاؤں بھی اس کے پَروں کی طرح خوب صورت ہوتے تو وہ کبھی زمین پر نہ چلتا۔
☆عورت دنیا کی شاعری ہے بالکل ایسے جیسے ستارے آکاش کی۔

حریم فاطمہ......کراچی

ڈنڈے مارے ہیں انہوں نے۔"

"کیوں؟"

"پتہ نہیں' شاید وہ لوگ طیب بھائی کی تلاش میں آئے تھے۔" سدید کو اپنے کیوں پر بے حد شرمندگی ہوئی۔

کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لوگ یہاں کیوں آتے تھے؟ کشمیر کی کوئی بھی گلی' گھر' محلّہ بھلا ان سے محفوظ تھا؟ کوئی ایسی بستی تھی جو بے گناہوں کے خون سے سرخ نہ کی گئی ہو؟ کیا انڈین آرمی کی طرف سے کشمیریوں کی نسل کشی کے لیے روزانہ درجنوں نوجوانوں کو بے قصور پکڑ کر انہیں ابدی نیند سلا دینا نئی بات تھی؟

کیا وہ اس بات سے واقف نہیں تھا کہ چپوا سمیت کشمیر کے چپے چپے میں کتنی ہی بے گور و کفن لاشیں کھیت کھلیانوں میں پڑی ملتی تھیں' جن کے بارے میں یہ پتہ لگانا بھی مشکل ہوتا تھا کہ وہ بدنصیب کس کشمیری ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور کس کشمیری بہن کے دل کا سکون ہیں۔ آئے روز انہیں لاوارث سمجھ کر مقامی قبرستانوں میں منوں مٹی تلے سپرد کر دیا جاتا تھا۔

مٹی میں ملے خواب' خواہشات' تمنائیں' سب خاک ہو جاتی تھیں اور ان بدنصیب لاشوں کے ورثاء کی ساری زندگی ان کی واپسی کے انتظار میں دہلیز کی چوکھٹ سے چپکی رہ جاتی تھیں۔ اپنے ملک کے میڈیا کی سنگ دلی اور بے حسی کے باوجود وہ جانتا تھا کہ کشمیر میں درجنوں کشمیری نوجوان جو لاپتہ تھے ان کی اکثریت گمنام قبروں میں سو رہی تھی جبکہ ان شہیدوں کے گھر والوں کو ان کی قبریں تک دیکھنی نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

عائشے کی آنکھوں میں آنسو تھے' سدید کا دل کٹ کر رہ گیا۔ وہ وہاں مجاہد کی حیثیت سے رہ ضرور رہا تھا مگر اسے کام وہی کرنا تھا جس کا اس کے افسران اسے حکم دیتے۔ وہ یہاں جس خاص مقصد کے تحت آیا تھا' اس مقصد کے حصول تک وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی جان کو کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ تبھی دہلیز سے پلٹ گیا۔ مگر اس رات وہ ایک پل کے لیے بھی سکون سے نہیں سو سکا تھا۔

❀......♥......❀

ستاروں سے کہو اب رات بھر
ہم ان سے باتیں کر نہیں سکتے
کہ ہم اب تھک گئے جاناں
ہمیں جی بھر کے سونا ہے
کسی کا راستہ تکنے کا یارا بھی نہیں ہم میں
مسافر آ گیا تو ٹھیک ہے لیکن
نہیں آتا تو نہ آئے
ان آنکھوں میں ذرا بھی روشنی باقی نہیں شاید
وگرنہ تیرگی ہم کو یوں گھیرے میں نہیں لیتی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مگر یہ سب ازل سے لکھ دیا تھا لکھنے والے نے
ستاروں سے کہو بہتر ہے ہم کو بھول ہی جائیں
ہمیں آرام کرنا ہے ضروری کام کرنا ہے!!

رات وہ ایلی کی آیا کے پاس بیٹھی ان کی تنہائی بانٹ رہی تھی جب انہوں نے اسے بتایا۔

"ایلی بہت پیارا اور حساس انسان ہے پری اس نے رشتوں کے تاریک پہلوؤں کو بہت قریب سے دیکھا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ آج یہاں اسے سمیٹنے کے لیے میں اس کے ساتھ رہ رہی ہوں۔"

"جی..... مجھے بتایا تھا ایلی نے وہ خود بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔"

"جانتی ہوں وہ خود سے جڑے ہر رشتے سے محبت کرتا ہے مگر بدلے میں اسے صرف دکھ ملے ہیں میری طرح وہ اپنی ماں سے بھی بہت اٹیچ تھا مگر اس کی ماں نے اس کی زندگی بکھیرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔"

"کیوں ایسا کیا کیا اس کی ماں نے؟"

"کیا..... کیا نہیں بلکہ کیا نہیں کیا اس بدبخت نے پہلے اپنی تفریح کے لیے چھوٹے سے بچے کو چھوڑ کر چلی گئی باپ نے پال پوس کر جوان کیا تو دوبارہ اس کی زندگی میں آ کر اسے اپنے ہی باپ کے خلاف کھڑا کر دیا یہی نہیں بلکہ انڈیا سے اپنی بھتیجی یہاں بلا کر اسے ایلی کی زندگی میں اس کی سب سے بڑی خواہش بنا دیا مگر ایلی نے جب اسی بھتیجی سے شادی کی خواہش کی تو وہ مکار عورت ایک دم سے بدک گئی۔ شاید اس کے ارادے کچھ اور تھے دونوں پھوپی بھتیجی کب لندن سے روپوش ہوئیں پتہ ہی نہیں چلا بہت ٹوٹا ہے میرا ایلی میں نے راتوں کے سرد سناٹوں میں اس کی سسکیاں گونجتی سنی ہیں۔" وہ آدھا سچ جو اسے مارتھا کی زبانی پتہ چلا تھا مکمل ہو گیا تھا۔ پرہیان کو بے حد دکھ ہوا۔

"ایلی ایک بہترین انسان ہے آنٹی پھر اس کی ممی نے اپنی بھتیجی کی شادی اس کے ساتھ کیوں نہیں کی؟"

"پتہ نہیں شاید وہ ابھی اپنی بھتیجی کو بیاہنا ہی نہ چاہتی ہو۔"

"ہوں یہ ہو سکتا ہے۔" اس نے تائید کی۔ تبھی ایلی چلا آیا۔

"ہیلو ایوری باڈی کیا چل رہا ہے؟"

"کچھ نہیں تمہارا ذکر ہو رہا تھا۔"

"ہمم..... پھر تو یقیناً میری عمر بڑی لمبی ہو گی۔"

"بے شک۔"

"کافی کا موڈ ہے کہ نہیں؟"

"بالکل ہے اگر تم بھی ساتھ پیو گے تو؟"

"ٹھیک ہے میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر اکٹھے پیتے ہیں۔" اس کا موڈ بے حد خوش گوار تھا۔ پرہیان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ فریش ہو کر آیا تو پرہیان کافی بنا چکی تھی۔

"آج بہت خوش ہو ایلی خیریت؟" کافی پھینٹتے ہوئے اس نے پوچھا تھا جب وہ بولا۔

"ہوں..... آج میرا آفس مکمل ہو گیا ہے۔ تمہارا وہ فیانسی ہے ناں ساویز وہ بھی میرے ساتھ کام کر رہا ہے۔"

"اوہ....."

"پتہ ہے پری میرے ذہن میں کیا ہے؟"

"کیا؟"

"میں ایک اسٹوری ترتیب دے رہا ہوں۔"

"کیسی اسٹوری؟"

"لو اسٹوری۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میں سمجھی نہیں ایلی؟"
"میں سمجھا دیتا ہوں' دیکھو تم ساویز سے پیار کرتی ہو' پہلے وہ بھی تم سے پیار کرتا تھا' مگر اب اس کا دماغ خراب ہو چکا ہے' تو اس کے خراب دماغ کو ٹھیک کرنے کے لیے ہم ایک کھیل کھیلیں گے لو اسٹوری کا میں اس پر یہ ظاہر نہیں کروں گا کہ مجھے تم دونوں کی ناکام محبت کا پتہ ہے نہ ہی تم اس کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ تم میری اور اس کی پارٹنر شپ کا جانتی ہو ہم اسے سب اتفاق ہی شو کروائیں گے' تم دیکھنا پری وہ شخص کچھ ہی وقت میں واپس پلٹ کر تم تک نہ آئے تو کہنا۔"
"وہ تو ٹھیک ہے ایلی' مگر تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" وہ جتنا پرجوش تھا پرہیان کا لہجہ اتنا ہی الجھا ہوا تھا۔ تبھی وہ مسکرایا۔
"میں نہیں چاہتا پری کہ جو تکلیف میرے دل نے سہی ہے تم اس تکلیف کے حصار میں رہو۔"
"ہوں..... تم بہت اچھے ہو ایلی۔"
"اتنا بھی اچھا نہیں ہوں' تم ساتھ رہو گی تو پتہ چل جائے گا۔"
"او کے..... مگر میرے لیے اس وقت ساویز آفندی کی واپسی سے بھی زیادہ وہ مقصد اہم ہے جس کا خواب لے کر میں یہاں لندن میں آئی ہوں۔"
"کیسا مقصد؟" اب ایلی اسے توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ پرہیان نے کافی کا خالی مگ سائیڈ پر رکھ دیا۔
"میں چاہتی ہوں ایلی' میں ایک ایسا ادارہ بناؤں جو بڑے پیمانے پر ان بچوں کو تحفظ اور خوشیاں فراہم کرے کہ جن کے والدین انہیں کچرے کے ڈھیر پر پھینک کر چلے جاتے ہیں یا پھر وہ بچے جن کی ماں تو ہوتی ہے مگر باپ کے نام کا خانہ ہمیشہ خالی رہتا ہے' تم نہیں جانتے چھوٹی سی عمر میں ماں اور باپ کے وجود سے محرومی کا دکھ ایک بچے کے لیے کتنا اذیت ناک ہوتا ہے' لاشعور کی عمر میں ہر بچے کی بہترین تفریح اس کی ماں کا وجود ہوتا ہے' جو اس کے ساتھ کھیلتی ہے' اس کے لاڈ اٹھاتی ہے' فرمائشیں پوری کرتی ہے' اپنے سینے پر اپنی آغوش میں لوری دے کر سلاتی ہے' میں سوچتی ہوں' جن بچوں کے پاس یہ بہترین تفریح نہیں ہوتی ان کا بچپن کیسا گزرتا ہوگا؟ وہ تو لاشعور کی عمر میں ہی بوڑھے ہو جاتے ہوں گے' ہے ناں؟" زخمی نگاہوں سے وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ ایلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"میرے اندر بہت بے چینی ہے ایلی' جب سے مجھے اپنی حیثیت کا پتہ چلا ہے' میں ایک رات بھی سکون سے نہیں سو پائی' حالانکہ میری ماں نے زندگی میں کبھی مجھے کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی' باپ کے پیار کی بھی نہیں' مگر وہ بچے جنہیں ماں کا وجود بھی میسر نہیں' وہ کیسے زندہ رہتے ہوں گے ایلی' یہ معاشرہ اس معاشرے کے بے رحم لوگ' روزان کی کھال ادھیڑ کر انہیں کانٹوں پر گھسیٹتے ہوں گے' روز انہیں اس گناہ اس جرم کی سزا ملتی ہوگی جو انہوں نے کبھی کیا ہی نہیں' کیوں؟" اب وہ رو رہی تھی۔ ایلی نے رخ پھیر لیا۔
"تم مجھے دکھی کر رہی ہو پری۔"
"ایم سوری' مگر میرے اندر بہت غبار ہے ایلی' میں ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پا رہی ہوں' اس دنیا کے تمام لاوارث اور ناجائز بچے میرا دکھ ہیں اور میں چاہتی ہوں میں یہ دکھ بانٹ لوں' کیا تم اس کام میں میری مدد کرو گے؟"
"شیور' تم جو بھی کرو گی مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پاؤ گی پری۔"
"تھینک یو' مجھے یقین تھا تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔"
"ہوں..... مگر تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔"
"ہاں..... وہ کیسے؟"
"ایسے۔" شہادت کی انگلی کی پور سے اس کا آنسو چن کر اس کے سامنے کرتے ہوئے اس نے منہ بنایا۔ پرہیان مسکرا دی۔
"میں تمہیں اتنی کمزور لڑکی نہیں سمجھتا تھا پری۔"
"سوری..... دوبارہ کوشش کروں گی کہ اپنے جذبات پر قابو رکھ سکوں۔"
"گڈ گرل۔" وہ مسکرائی تھی ایلی بھی مسکرا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

غزل

دل میں بے قراری کا سلسلہ بڑھاتی ہے
نیند آتے آتے بھی کتنے غم جگاتی ہے
روشنی مہکتی ہے اور ستارے کھلتے ہیں
رات میرے آنگن میں باغ سا بناتی ہے
تیری میری حمایت کی داستانیں چھڑتی ہیں
شام زرد پتوں سے ہاتھ جب ملاتی ہے
جب یقین ہوتا ہے تم نہیں ہو میرے ساتھ
چاند رونے لگتا ہے چاندنی رلاتی ہے
میں نوید برسوں سے اس نشے کا عادی ہوں
جام تیری یادوں کا تیرگی پلاتی ہے

سائبہ کنول.....سیالکوٹ ڈسکہ

❀.....❤.....❀

اس روز موسم بہت خوب صورت تھا۔ درمکنون سو کر اٹھی تو سر بے حد بھاری ہو رہا تھا۔ ہلکا ہلکا بخار بھی تھا مگر اس نے پروا نہیں کی' آج اسے بہت سے ضروری کام نپٹانے تھے۔ لہٰذا ناشتے کے بعد مریرہ بیگم سے کال پر بات کرتی وہ آفس کے لیے نکل آئی تھی۔
ابر آلود موسم کے باوجود صیام اس سے پہلے آفس میں موجود تھا۔ وہ اپنے کمرے میں جانے کی بجائے اسی کے کیبن میں چلی آئی۔
"السلام علیکم!" صیام اسے دیکھتے ہی اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا۔ سی گرین کرتا شلوار میں درمکنون کا نازک سا سراپا آج نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔
"وعلیکم السلام! میں چاہتی ہوں آج آپ مسز ہمدانی کے ساتھ میٹنگ رکھ لیں' کل ہمیں اسلام آباد کے لیے نکلنا ہے۔"
"ٹھیک ہے میں ابھی مسز ہمدانی کو کال کر دیتا ہوں۔"
"جی.....اور آپ نے گھر میں بتا دیا کہ آپ تین دن کے لیے اسلام آباد جا رہے ہیں میرے ساتھ؟"
"جی مادام' میں نے ذکر کر دیا تھا۔"
"گڈ.....میرے روم میں آیئے۔" خالصتاً پروفیشنل لہجے میں کہتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ صیام اثبات میں سر ہلا کر' سامنے کمپیوٹر پر کھلی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اگلے دو منٹ کے بعد وہ درمکنون کے کمرے میں اس کے مقابل تھا۔
"جی میم!"
"بیٹھیے۔" میز کے دوسری طرف دھری کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے صیام پر نگاہ ڈالی۔
ڈارک گرے ڈریس پینٹ پر وائٹ فل شرٹ میں بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ بے حد خوب صورت لگ رہا تھا۔ اسے توجہ ہٹانی پڑی۔
"میں سوچ رہی تھی مسٹر صیام کہ گاؤں میں رہائش کی وجہ سے آپ کو کافی مشکلات کا سامنا ہے' پھر وہاں زیادہ سہولیات بھی نہیں' ایسے میں گھر سے آپ کی عدم موجودگی گھر والوں کے لیے اور بھی مشکلات کا باعث بن سکتی ہے' میری ایک دوست ایبروڈ میں رہتی ہیں ان کا یہاں گھر خالی پڑا ہے' کافی مہینوں سے' اگر آپ چاہیں تو میں وہ گھر مناسب کرائے پر آپ کے لیے ہائیر کر سکتی ہوں' کیونکہ آپ کی سفری مشکلات دیکھتے ہوئے میں بعض اوقات ضرورتاً بھی آپ کو آفس میں نہیں روک سکتی۔" وہ پوائنٹ جس پر وہ پچھلے ایک ہفتے سے سوچ رہی تھی اس وقت اس نے صیام کے سامنے رکھ دیا اور اب وہ اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
READING Section

WWW.Paksociety.com

چہرے پر بکھرنے والے رنگ دیکھ سکتی تھی۔
''شکریہ میم کہ آپ نے اتنا سوچا میرے لیے، میں آج کل خود بھی اسی کام میں لگا ہوا ہوں، ابو کے بعد میرا گاؤں میں رہنا بہت مشکل ہے۔''
''تو ٹھیک ہے پھر آپ تیاری کیجیے، مسز ہمدانی کے ساتھ ملاقات سے پہلے میں چاہوں گی آپ وہ گھر دیکھ لیں۔''
''جی ٹھیک ہے، مگر اس کا کرایہ؟''
''اس کی آپ فکر نہ کریں، وہ میں طے کرلوں گی ان شاءاللہ آپ کے بجٹ کے اندر اندر ہی ہوگا۔''
''شکریہ۔''
''کوئی بات نہیں، اب آپ جاسکتے ہیں۔'' مصروف سے انداز میں سر ہلا کر اس نے اسے جانے کا عندیہ دیا۔
صیام چاہتے ہوئے بھی اس کے دل کے راز سے آگاہ نہ ہوسکا۔ وہ ابھی اسلام آباد والی میٹنگ کا جائزہ لے رہی تھی جب شہزاد حسب عادت بنا دستک دیئے اس کے کمرے میں چلی آئی۔
''السلام علیکم باس کیسی ہیں آپ؟''
''وعلیکم السلام! تمہیں کیسی لگ رہی ہوں؟''
''بہت پیاری۔'' مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اس کے سامنے ٹک گئی۔
''سوری میں تھوڑی لیٹ ہوگئی، اصل میں رات سے طبیعت بہت خراب ہے، فلو اور بخار نے مت ماری ہوئی ہے۔''
''ہوں، وہ تو نظر بھی آرہا ہے، چھٹی کرلیتی آج۔''
''نہیں یار، چھٹی نہیں کرسکتی، تمہیں تو وجہ پتہ ہے، رخ محبوب دیکھے بغیر چین کہاں ملتا ہے، ویسے صیام تمہارے ساتھ اسلام آباد جارہا ہے؟''
''ہوں...... میٹنگ ہے وہاں، اس کا جانا ضروری ہے۔''
''میں بھی چلوں ساتھ؟''
''کیوں تم کیا کروگی ساتھ چل کر؟''
''کچھ نہیں، بس صیام کے ساتھ ساتھ رہوں گی۔''
''پاگل مت بنو، اسے وہاں کام کرنا ہے، کوئی سیر و تفریح کے لیے نہیں جارہا وہ۔''
''پتہ ہے، مگر اسے دیکھے بغیر میرے تین دن کیسے گزریں گے؟''
''گزر جائیں گے، تھوڑا کام کی طرف توجہ بھی دے دیا کرو آفٹر آل تمہیں عمر انکل کے ساتھ ایک بڑا بزنس سنبھالنا ہے۔''
''پتہ ہے یار، پتہ نہیں تمہارے اندر کی لڑکی اتنی پتھر دل کیوں ہے، کاش کوئی تو تمہارے دل کی سلطنت پر بھی حکومت کرے، پھر میں پوچھوں ہاں بی بی اب بتاؤ عشق کس بلا کا نام ہے۔''
''فضول کم بولا کرو آئی سمجھ؟''
''نہیں آئی، تم یہ بتاؤ مریرہ آنٹی کا کب تک دوبئی کا پروگرام ہے؟''
''پتہ نہیں، ابھی چند دن تو رکیں گی۔''
''او کے پھر کروکام، میں ذرا آفس کا جائزہ لے لوں۔''
''ٹھیک ہے۔'' نظریں مسلسل کمپیوٹر اسکرین پر چپکائے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ شہزاد اپنا پرس سنبھالتی اس کے کمرے سے نکل گئی۔

❀......♥......❀

بارش شروع ہوچکی تھی جب صیام نے اسے مسز ہمدانی کے ساتھ ملاقات کا وقت طے کرکے اطلاع دی۔ شام چار بجے کا وقت ملاقات کے لیے طے ہوا تھا اور اس وقت دن کے اڑھائی بج رہے تھے۔ درمکنون نے ایک نظر کلائی پر بندھی ریسٹ واچ پر ڈالی پھر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

اسے گاڑی نکالنے کا حکم دے دیا۔ اگلے بیس منٹ میں بناء بارش کی پروا کیے وہ آفس سے نکل آئی تھی۔
صیام خاصی توجہ کے ساتھ ڈرائیو کررہا تھا۔ جب اس نے ایک خوب صورت مکان کے سامنے اس سے گاڑی رکوائی۔
"آئیں۔" اپنی سیٹ چھوڑتے ہوئے اس نے کہا اور گاڑی سے باہر نکل آئی تھی۔
صیام بناء کچھ سمجھے اس کے حکم پر گاڑی ایک سائیڈ میں کھڑی کرکے اس کے پیچھے چلا آیا۔ درمکنون نے سامنے موجود گھر کا لاک کھولا اور بے حد اعتماد سے قدم اٹھاتی اندر چلی آئی۔
"یہی وہ گھر ہے جس کے لیے میں آپ کو بتارہی تھی۔" مین ہال کی لائٹ روشن کرتے ہوئے اس نے صیام کو بتایا۔ تین بیڈ رومز ایک کچن، تین عدد باتھ ایک ڈرائنگ روم اور ہال کمرے کے ساتھ وہ خاصا خوب صورت گھر تھا جو مریہ نے اسے یونیورسٹی میں ٹاپ کرنے پر گفٹ کیا تھا۔ مگر اس نے صیام پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ گھر اس کی ملکیت ہے۔ صیام سرسری سا گھر کا جائزہ لینے کے بعد نظریں جھکاتے ہوئے بولا۔
"میں یہ گھر افورڈ نہیں کرسکتا میم۔"
"کیوں؟"
"کیونکہ ابھی میری پوزیشن اتنی اچھی نہیں ہے کہ میں یہاں اپنی فیملی کو رکھ سکوں۔"
"یہ آپ کا مسئلہ نہیں، آپ ایسا کیجیے کہ اسلام آباد جانے سے پہلے آج شام تک یہاں شفٹ ہوجائیں، یہ ایک محفوظ گھر ہے جہاں آپ کی عدم موجودگی میں بھی آپ کے گھر والے سکون سے رہ سکتے ہیں۔ میرا گھر بھی یہاں سے قریب ہے، میں چوکیدار کو کہہ دوں گی وہ آپ کے جانے کے بعد تین دن یہاں ڈیوٹی کرلے گا۔" کسی آنسرنگ مشین کی طرح وہ اسے بہت روانی سے بتارہی تھی۔ صیام خاموش نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔
وہ پری تو پہلے ہی دل میں بہت اونچی مسند پر بیٹھی تھی، یہ سب کرکے تو اس نے اسے بے مول خرید لیا تھا۔
"آپ یہ مت سمجھیے گا کہ یہ سب میں اپنی طرف سے کررہی ہوں، ان فیکٹ یہ میری مما کا حکم ہے اور میں کبھی اپنی مما کے حکم سے پہلوتہی نہیں برت سکتی۔" اب وہ وضاحت دے رہی تھی۔ مگر صیام کے لب اب بھی خاموش تھے۔
وہ اسے بہت سپاٹ نگاہوں سے بے خود سا دیکھے جارہا تھا۔ درمکنون ایک نظر اس کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد سٹ پٹا کر رخ پھیر گئی تھی۔
"اب چلیں مسز ہمدانی ہمارا انتظار کررہی ہوں گی۔"
"جی۔" گہری سانس بھرتے ہوئے وہ ہوش میں آیا۔
درمکنون اس کے چہرے کی طرف نہ دیکھتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں کی خاموشی دیکھ سکتی تھی۔ جس وقت اس نے گاڑی مسز ہمدانی کے گھر کے قریب روکی بارش تھم چکی تھی۔
"آپ اب گھر جاسکتے ہیں، میں نے گھر پلو ملازمین کو کہہ دیا ہے وہ گاؤں سے یہاں شفٹنگ میں مدد کردیں گے آپ کی۔"
"شکریہ۔" شاید وہ اس کی نوازشات کو ہمدردی سمجھ رہا تھا، درمکنون اثبات میں سر ہلاتی گاڑی سے نکل آئی۔ مسز ہمدانی کے ساتھ اس کی ملاقات بے حد کامیاب رہی تھی۔ رات وہ جس وقت دنیا کے جھمیلوں سے فارغ ہوکر گھر پہنچی اس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔
اگلے روز اس نے آفس سے چھٹی کرلی۔ پورا دن سو کر گزارنے کے بعد شام کے چار بجے جب وہ بیدار ہوئی تو شہزاد اس کے گھر پر موجود تھی۔
"السلام علیکم!" وہ اسے لاؤنج میں ٹیلی ویژن کے سامنے براجمان دیکھ کر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔ جواباً شہزاد نے ریموٹ اٹھا کر ٹیلی ویژن آف کردیا۔
"وعلیکم السلام! ہوگئی نیند پوری؟"
"ہوں۔"
"شکر ہے، میں نے کل کہا بھی تھا کہ زیادہ خوب صورت نظر نہ آیا کرو، نظر لگ جائے گی، دیکھا لگ گئی ناں نظر، آنکھیں سرخ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

www.Paksociety.com

ریحانہ حیدر بقر تحصیل و ضلع مانسہرہ

ڈیئر سٹ قارئین اور اسٹاف پیار بھرا اسلام۔ میرا نام ریحانہ حیدر ہے مگر سب پیار سے ریانہ بولتے ہیں ہم ماشاء اللہ سے نو بہن بھائی ہیں تین بھائی بالترتیب طارق حیدر، خالد حیدر، عارف حیدر، اور چھ بہنیں ہیں جن کے نام رخسانہ حیدر، رضوانہ حیدر، روبی، نوشی اور روما حیدر اور مابدولت کو ریحانہ کہتے ہیں میرا نمبر چھٹا ہے دو بھائی دو بہنیں مجھ سے بڑی ہیں تین مجھ سے چھوٹے ہیں دو بھائی اور دو بہنیں شادی شدہ ہیں میرے بھتیجے علی، قاسم، ریحان ہیں۔ بھتیجی عمارہ ہے، بھانجے شاویز احمد، بھانجیاں بختاور، بسمہ، فاطمہ، مناہل، میرب، حنفاء ہیں سب جوائنٹ فیملی سسٹم کے تحت رہتے ہیں بقر تحصیل و ضلع مانسہرہ میں رہائش پذیر ہیں میں یکم اکتوبر کو دنیا کی رونقوں میں اضافہ کرنے کے لیے جلوہ افروز ہوئی۔ یوں میرا اسٹار لبرا ہے اور لبرا کی ساری خصوصیات مجھ میں موجود ہیں۔ میری تعلیم ایف اے ہے۔ پسندیدہ ہستی اول و آخر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پسندیدہ کتاب اول قرآن پاک ہے اس کے بعد جو کتاب بھی مل جائے پڑھ لیتی ہوں۔ لباس شلوار قمیض پسند ہے کھانے میں ہر قسم کی چیزیں کھالیتی ہوں۔ پھولوں میں موتیا کا پھول پسند ہے۔ کلر مجھے بلیک پسند ہے خوشبو سب اچھی ہوتی ہیں مگر چمبیلی کی خوشبو میری کمزوری ہے۔ خواتین، شعاع، کرن، حنا، سچی کہانیاں، سسپنس اور جاسوسی بھی پڑھ لیتی ہوں مگر آنچل ڈائجسٹ دل سے اچھا لگتا ہے۔ غالباً میں 6th کلاس میں پڑھتی تھی تو ڈائجسٹ پڑھنا شروع کیا تو الحمدللہ آج تک پڑھتی ہوں۔ ایک مرتبہ تو میرے بڑے بھائی نے سب کزنز کو گھر میں ڈائجسٹ لانے سے منع کیا۔ مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی چھپ چھپا کر لے آتا ہے اور میں پڑھ لیتی ہوں۔ خوبی میری پڑھنا ہے بس دل چاہتا ہے پڑھتی رہوں کوئی بھی کتاب کوئی بھی رسالہ، کوئی کسی کام کا کہے تو انکار نہیں کرسکتی، خامی میری یہ ہے کہ مجھے غصہ بہت آتا ہے۔ جتنا جلدی آتا ہے اتنا جلدی اتر بھی جاتا ہے۔ دوسری خامی یہ ہے کہ میں ہنستی بہت ہوں اس لیے سب کہتے ہیں کہ مجھے اپنی عادتوں پر کنٹرول کرلینا چاہیے۔ اصل میں مجھے ہنسنا مسکرانا بہت اچھا لگتا ہے تعارف بہت لمبا ہوگیا آخر میں اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گی کہ آنچل دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

ہورہی ہیں تمہاری۔"

"ہوں..... غلطی ہوگئی مادام آئندہ احتیاط کروں گی۔"

"او کے، مریرہ پھوپو کی کال آئی تھی، تمہارا پوچھ رہی تھیں، میں نے بتادیا کہ سو رہی ہو شاید وہ رات میں دوبارہ کال کریں۔"

"ٹھیک ہے، تم کب آئیں؟"

"ابھی پندرہ بیس منٹ پہلے، ملازمہ نے بتایا کہ تم سو رہی ہو لہٰذا میں یہاں بیٹھ گئی۔"

"چلو اچھا کیا آفس میں دن کیسا گزرا آج۔" وہ اس کے قریب صوفے پر ٹک گئی۔

شہرزاد نے دونوں ٹانگیں اوپر کرکے ایک بازو صوفے کی پشت گاہ پر رکھ لیا۔

"بے حد بور اینڈ ڈل۔"

"کیوں؟"

"تم جو نہیں تھیں آفس میں، پھر صیام بھی جلدی چلا گیا تھا شاید کوئی ضروری کام تھا اسے۔"

"ہوں، چائے پیو گی؟"

"شیور، اگر تم کہو گی تو ضرور پیوں گی۔" وہ آج فرصت میں دکھائی دے رہی تھی۔ درمکنون کچن میں چلی آئی، ساتھ ہی شہرزاد بھی اٹھ آئی۔

"ایک مزے کی خبر سناؤں تمہیں؟"

"ہوں۔"

"صیام کی فیملی شہر شفٹ ہوگئی ہے کل رات۔"

"اچھا؟" چائے کا پانی چولہے پر رکھتے ہوئے اس نے دلچسپی شو کی تھی۔ شہرزاد نے اثبات میں سر ہلادیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''ہاں یار آج ہی صیام نے بتایا آفس میں، یہیں پاس میں شفٹ ہوئے ہیں وہ لوگ، میں تو مل بھی آئی ہوں جا کر۔''

''گڈ.....''

''اور تمہیں پتہ ہے دری، صیام بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔'' اگلے ہی پل اچانک اس نے کہا اور درمکنون کو لگا جیسے اسے چکر آ گیا ہو۔

''اس نے کہا تم سے؟'' چھوٹی سی پتیلی میں پانی کھول رہا تھا، اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ وہ کتنی چینی ڈال چکی ہے۔ شہرزاد اب اسے بتا رہی تھی۔

''ہاں، اس نے خود بتایا ہے۔''

''گڈ، پھر تو تمہاری لاٹری نکل آئی؟''

''ظاہری بات ہے، میں نے مما کو بھی بتا دیا ہے اس کے بارے میں، اور صیام سے اپنے نئے پروجیکٹ پر بات بھی کر لی ہے، جیسے ہی عمر انکل پاکستان آئے اور انہوں نے بزنس اسٹارٹ کیا میں صیام کو ہتھیا لوں گی تم سے۔'' وہ بے نیازی سے اس پر اپنا ارادہ ظاہر کر رہی تھی۔ درمکنون نے کھولتے ہوئے پانی میں دودھ ڈال دیا۔

''اچھی دوست ہو یار، میرے ورکرز کی چین توڑ رہی ہو، وہ بھی میرے آفس میں گھس کر۔''

''ایم سوری، دل کا معاملہ ہے یار، سمجھا کرو۔''

''ٹھیک ہے۔''

''تم کچھ پریشان ہو، کیا بات ہے دری؟''

''کچھ نہیں بس یونہی تھوڑی سی تھکن ہے اور کچھ ہلکا ہلکا بخار بھی، تم پریشان مت ہو۔''

''او کے اسلام آباد کتنے دن کا قیام ہے تمہارا؟''

''کچھ پتہ نہیں شاید دو تین دن لگ جائیں۔'' وہ اب چائے کپوں میں انڈیل رہی تھی۔ شہرزاد نے بسکٹ نکال لیے۔

''ہوں..... واپسی کتنے دن تک ہو گی؟''

''کچھ پتہ نہیں یار، بتایا تو ہے، تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے؟'' اب کے وہ پلٹی، شہرزاد مسکرا دی۔

''تمہیں پتہ تو ہے میرا دل نہیں لگتا صیام کے بغیر۔''

''اوہ فار گاڈ سیک شہرزاد، تم تو بالکل ہی عقل سے پیدل ہو گئی ہو، ایسے بھی ہیرے نہیں جڑے صیام میں جو تمہیں اس کے سوا کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔'' وہ اس کی ہمہ وقت صیام کی تکرار پر چڑی تھی۔ شہرزاد ڈھٹائی سے ہنس دی۔

''تمہیں کیا پتہ، کبھی اسے میری آنکھ سے دیکھو تو پتہ چلے۔''

''او کے، لیکن خدا کا واسطہ ہے میرے سامنے ہر وقت صیام صیام کی تسبیح مت کیا کرو، مجھے یہ پسند نہیں۔''

''تم ہو ہی سڑیل۔'' اس کی بیزاری پر شہرزاد نے تنک کر کہا۔ درمکنون خاموشی سے چائے کی چسکیاں لیتی رہی۔

''اچھا سنو، تمہاری اسلام آباد سے واپسی تک میں گاؤں میں پرانی حویلی کے راز حل کرنے کی کوشش کروں گی۔''

''پرانی حویلی کی بچی، تم میری غیر موجودگی میں آفس کو ٹائم دو گی، سمجھی؟''

''ہوں..... سمجھ گئی باس۔'' درمکنون کے ڈپٹ کر کہنے پر اس نے شرارت سے مسکرا کر کہا۔ جواباً درمکنون بھی مسکرا دی۔

(ان شاء اللہ تعالیٰ باقی آئندہ ماہ)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY